مولای صل وسلم دائما ابدا　　**درسِ حدیث**　　علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا زُہد ۔ عیسائیت نامکمل دین

کیمونسٹوں کی غلط فہمی ۔ زر گردش میں رہنا چاہیے ۔ طعنہ زنی بُری عادت ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 51 سائیڈ B 20-09-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی ہے کہ مَااَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَااَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ آسمان کے نیچے زمین کے اُوپر اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَبوذرؓ سے زیادہ سچائی بیان کردینے والا کوئی نہیں ہے۔ حضرت عمرو ابن عاصؓ جو صحابی تھے اُن کے بیٹے عبداللہ وہ بھی صحابی تھے۔ اُنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے۔ خود ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی اِسی طرح کی روایت ہے کہ میرے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا اور اُس میں الفاظ ہیں مِنْ ذِیْ لَھْجَۃٍ اَصْدَقَ وَلَااَدْنٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ کوئی زبان سے کہنے والا جو سچا ہو اور جو پوری بات کہہ سکتا ہو وہ ابوذرؓ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ یعنی صحابۂ کرامؓ میں ہر ایک کی اَلگ اَلگ امتیازی خصوصیت بھی تھی۔ تو جو امتیازی خصوصیت تھی وہ ذکر فرما دی گئی۔ ان میں یہ وصف تمام اَوصاف پر غالب تھا۔ اور فرمایا شِبْہُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عیسٰی علیہ السلام کے مشابہ ہیں یعنی زُہد میں۔ (مشکٰوۃ شریف ج۲ ص ۵۷۹)

زُہد کیا ہے ؟

زُہد کا مطلب ہے دُنیا کی محبت کا نہ ہونا، یہ زُہد ہے اور دُنیا کی محبت کا ہونا یہ دُنیا داری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی بہت متمول ہو بادشاہ ہو بلکہ، اور زاہد بھی ہو جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کہ بادشاہ بھی تھے مگر زاہد تھے یعنی حُبِّ دُنیا نہیں تھا بالکل۔ اور ہوسکتا ہے کہ ایک فقیر ہو کچھ نہ ہو اُس کے پاس لیکن زاہد نہ ہو کیونکہ زُہد کا مطلب تو دُنیا کی محبت ہے، ہوسکتا ہے کہ اُس کے دل میں دُنیا کی محبت بہت ہو، تو اگرچہ سامان کچھ نہیں ہے مگر اُس کی سوچ وہی ہے دُنیا داری والی، تو وہ دُنیا دار ہے وہ زاہد نہیں ہے۔ اور اگر اُس کے پاس سب کچھ ہے مگر سوچ اُس کی دُنیا داروں والی نہیں ہے بلکہ اُسے دُنیا سے محبت نہیں، اللہ اور اُس کے رسول سے اور اُس کے احکام سے محبت زائد ہے تو وہ زاہد ہے۔ تو حضرت ابوزرؓ اِس معنٰی میں زاہد تھے اگرچہ دوسرے معنٰی بھی پائے جاتے ہیں

زَر گردش میں رہنا چاہیے، جمع نہیں رہنا چاہیے :

مثال کے طور پر اُن کے ذہن میں یہ بات تھی کہ کوئی آدمی اپنے پاس روپیہ پیسہ نہ رکھے۔ بس روپیہ پیسہ آئے تو خرچ کردے، دوسروں کو دے دے۔ جمع کرنا، وہ کہتے تھے جمع کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ ایک دفعہ ایسے ہوا کہ میں کھڑا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں ''اُحد'' (پہاڑ) نظر آرہا ہے، ''اُحد'' دیکھتے ہو؟ اِنہوں نے کہتے ہیں میں نے جلدی سے اُحد کو بھی دیکھا، سورج کو بھی دیکھا کہ ممکن ہے آپ مجھے کوئی کام فرمانا چاہتے ہوں، تو دِن کا وقت کتنا باقی ہے میں وہ کام دِن دِن میں فوراً کردوں۔ تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اِرشاد فرمایا کہ دیکھو اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اُسے اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کروں گا، میں اُسے تقسیم کردوں گا۔ تو اَب رسول اللہ ﷺ کے ایسے جملے سننے کے بعد جو اِن کے ذہن مبارک میں بات جمی وہ یہ تھی کہ سونا اور چاندی یہ جمع کرنے کی چیز نہیں ہے یہ گردش میں رہنی چاہیے۔ تجارت میں لگے تو بھی ٹھیک ہے، کسی کو دے دیں تو ٹھیک ہے، اپنے پاس جمع کرکے رکھنا یہ بالکل غلط ہے۔ تو تجارت کو تو ابوذرؓ نے منع نہیں فرمایا۔ بس یہ کہتے تھے کہ جمع کرکے رکھنا یہ بالکل غلط ہے۔ اپنے پاس کوئی چیز جمع نہیں رکھتے۔

برابری :

ایک دفعہ ایسے ہوا کہ اِن کے پاس ایک صاحب گئے دیکھا جو لباس اِن کا وہی غلام کا۔ تو پوچھا اِن

سے، کیونکہ غلام میں اور آقا میں کچھ تمیز ہونی چاہیے، کوئی فرق ہونا چاہیے۔ یہ تو رشتہ داروں میں ایسی صورت ہوتی ہے کہ جو لباس اُس کا وہی دُوسرے کا، جو بڑے بھائی کا وہی چھوٹے کا، جو باپ کا وہ بیٹے کا، اِس طرح ہوتا ہے۔ باقی یہ غلاموں کے ساتھ تو یہ رویہ نہیں تھا بلکہ اُن کے لیے وہ چیزیں نہیں کی جاتی تھیں جو اپنے لیے یا عزیز و اَقارب کے لیے کی جاتی ہیں۔ تو اُنہوں نے پوچھا کہ یہ آپ کا لباس بعینہٖ اِسی درجے کا جو آپ نے اِسے پہنا رکھا ہے لباس، یہ کیوں ہے؟

طعنہ زنی بُری چیز ہے :

تو اُنہوں نے کہا کہ ایک دفعہ ایسے ہوا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو کچھ کہہ دیا اور اُس میں میں نے اُسے شرم دِلائی، عار دِلایا۔ جو شرم کی بات کہی وہ یہ کہ اُس کی ماں کا حوالہ دے دیا۔ مثلاً یہ کہہ دیا کہ تو کالی جنس کی عورت کا بیٹا ہے یہ بُرے الفاظ بُرے معنٰی میں کہہ دِیے، ''کلوٹی کے بیٹے'' جیسے کہہ دیا۔ تیری ماں تو ایسی تھی کالی۔ اور کالے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حبشی تھی، حبشی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ درجۂ دوم، سوم کی اِنسان تھی وہ۔ کیونکہ حبشہ سے تو یہ خرید خرید کر لاتے تھے لوگ اور غلام بنا لیتے تھے۔ تو اُن کو کالے ہونے کی وجہ سے بہت ادنٰی درجے کا اِنسان سمجھا جاتا تھا۔

نبی علیہ السلام کی ناراضگی :

یہ کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ کہہ دِیا تو رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اِنَّكَ امْرُءٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اَندر جاہلیت کی باتیں ہیں۔

اَب جاہلیت تو اُس دَور کو کہتے ہیں جو اِسلام سے پہلے کا ہے۔ یہ عرض کرنے لگے کہ میں عَلٰی كِبَرِ سِنِّیْ میں اِس عمر کا ہوگیا ہوں اور اَب بھی اِس طرح کی میں باتیں کر رہا ہوں، یہ جناب نے کیوں فرمایا؟ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ یہ جو تمہارے خادم ہیں یہ تمہارے بھائی ہی ہیں۔ اور یہ فرمایا اَعَيَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ تم نے اُن کو ایسی بات کہی جو عار دِلائے اگرچہ گالی تو نہیں دی، گالی سے نچلی ذرا کم درجے کی چیز تھی وہ۔ مگر بات یہ ہے کہ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ یہ جو تمہارے خادم ہیں یہ تمہارے بھائی ہی ہیں۔ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ اِن کو اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ کسی بھی وجہ سے کر دیا، اُسے دولت زیادہ دے دی اِسے کم دی، وہ اُس کا ملازم رکھنے والا بنا ہوا ہے اور یہ ملازمت کرنے

والا بنا ہوا ہے، اِسی طرح سے ایک آقا ہے دوسرا غلام ہے مگر ہیں تو بھائی ہی سارے۔ اِخْوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ یہ جو تمہارے بھائی ہیں یہی تمہارے خادم ہیں۔ یعنی خادم جو ہیں وہ بھائی ہی ہیں جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ یہ الگ بات ہے کہ اللہ نے اُن کو تمہارے ماتحت کر دیا۔

جو آدمی ایسے ہو کہ اُس کے ماتحت کوئی ہو تو اُسے چاہیے کہ جو وہ کھاتا ہے وہ اُسے کھلائے اور جو وہ پہنتا ہے وہ اُسے پہنائے اور اِتنا کام نہ بتائے کہ جس سے وہ عاجز ہو۔ اِتنا کام بتا دیا جائے کہ جو اُس سے ہو نہ سکے۔ وہ تھک جائے، بدحال ہو جائے ایسے نہ کرے۔ اِتنا کام بتاؤ جو اُس کی استطاعت میں ہو، اُس کی صحت کا لحاظ رکھو، عمر کا لحاظ رکھو، طاقت کا لحاظ رکھو، وہ بتاؤ کام اُسے۔ اور اگر کبھی ایسی نوبت آجائے کہ ضروری ہی ہے کام کرنا فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْھُمْ مَّا یَغْلِبُوْھُمْ فَاَعِیْنُوْھُمْ اگر ایسا کام بتا دیا کہ جو اُن کی استطاعت سے باہر ہے تو تمہیں خود ساتھ لگنا چاہیے۔ تو رسول اللہ ﷺ کی یہ تعلیم تھی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اِس واسطے میں نے تو بالکل مساوات کر دی۔ جو میں پہنتا ہوں وہ اِسے پہناتا ہوں، جو میں کھاتا ہوں وہ اِسے کھلاتا ہوں۔ تو اُن کا یہ طریقہ بس ساری عمر کے لیے ہو گیا۔ اِسی طرح وہاں فرمایا کہ اُحد پہاڑ دیکھتے ہو، اگر میرے پاس اِتنا سونا ہو تو میں اُسے نہ رکھوں، سب بانٹ دوں۔ تو اِسی طرح اِن کا رہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زُہد :

اَب حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام، زُہد اِس طرح تھا اُن میں کہ بالکل کچھ نہیں رکھتے تھے اپنے پاس۔ اُن کے عجیب وغریب واقعات ہیں اِس طرح کے۔ اور کہیں تشریف لے گئے وہاں دیکھا، نہیں تھا کچھ، (وہ) ساتھی تھا دُعاء کی وہ روپے بن گئے، مال بن گیا تو اُس آدمی نے طرح طرح سے حیلے بہانے کر کے سارا لے لیا، (اِنہوں نے) سارا دے دیا۔ تو اُن کا پاس کچھ نہ رکھنا یہ حدیثوں میں بھی آیا ہے۔

رَہبانیت نامکمل دین :

اور اِسی سے یہ عیسائی جو ہیں اِن لوگوں نے یہ لیا ہے کہ تارک الدنیا ہو کر گرجوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔ بڑے بڑے گرجے بنا لیتے ہیں مرد بھی عورتیں بھی۔ شادی بھی نہیں کرتے کچھ نہیں کرتے، یہ وہاں ہی سے لیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی بھی کریں گے، اَولاد بھی ہوگی۔عیسائیوں نے اِن کی تعلیم پر عمل نہیں کیا :

لیکن شریعتِ مطہرہ نے بتایا کہ وہ زندگی اُن کی اِبتدائی تھی، اِس کے بعد اُن کو شادی بھی کرنی تھی وہ آکر کریں گے، اَولاد بھی ہونی ہے وہ ہوگی اَب (جب وہ قیامت سے پہلے زمین پر اُتارے جائیں گے) تو اِنہوں نے جس حدتک وہ رہے اُس حدتک نقل کرلی اور تارک الدنیا ہونے لگے لیکن یہ نقل اپنی طرف سے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم نہیں تھی کہ تم میری نقل کرو۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور تھی۔ یہ قرآنِ پاک میں آتا ہے وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا یہ رہبانیت تارک الدنیا ہوکر بیٹھنا اِبْتَدَعُوْهَا یہ اِنہوں نے اپنی طرف سے ایجاد کرلیا ہے۔ مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ ہم نے تو جو توراۃ میں، انجیل میں تعلیم دی تھی، بھیجی تھی وہ یہ تھی کہ خدا کی رضا چاہتے ہیں۔ جو کام کرو اُس میں اللہ کی رضا ہو بس یہ سوچ لیا کرو۔ مسائل کے لحاظ سے، تعلیم کے لحاظ سے کہ اللہ نے یہ بتلایا ہے، اِس چیز سے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کہ جو ہم نے بتادیا وہ تم چاہتے رہو اور کرتے رہو۔ یہ نہیں کہ تارک الدنیا ہوکر بیٹھ جاؤ، یہ اِنہوں نے بدعت کی ہے اِبْتَدَعُوْهَا ایجاد کرلیا ہے، بدعت کرلی ہے اپنی طرف سے۔ اِسلام میں یہ نہیں ہے۔ بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے حضرتِ ابوذر ؓ کو۔ باقی اُن کا مسلک جو تھا اُس پر وہ ڈٹے رہے۔

ذرائع آمدنی سے منع نہیں فرمایا :

ہاں ایک بات تھی کہ وہ یہ نہیں فرماتے تھے کہ ذرائع آمدنی بھی نہ رکھو۔ مثلاً کسی کے پاس زمین ہے پیداوار ہے تو ہوتی رہے، ٹھیک ہے۔ مکان ہے اور اُس کا کرایہ آتا ہے تو ٹھیک ہے آتا رہے۔ وہ اِس کو منع نہیں فرماتے۔ وہ منع فرماتے تھے صرف روپیہ پیسہ جمع کرنے کو کہ یہ بالکل غلط ہے۔ بس جو آئے آگے بھیج دو اُسے اور آخرت کے لیے تیاری کرو اِس میں۔ چنانچہ ترقی یافتہ دَور میں جب تمام علاقے فتح ہوگئے، ایران بھی فتح ہوگیا اور اُدھر رُوم بھی فتح ہوگیا۔ تو دونوں سلطنتیں ختم ہوگئیں، اُس دَور میں اُن کا حال یہی تھا، وہ اِسی طرح سے رہتے رہے ہیں۔

حضرت ابوذرؓ کی وفات :

اور جب وفات ہوئی ہے تو یہ "رَبَذَہ" مدینہ منورہ کے قریب جگہ تھی، وہاں تھے خود یہ اور بیوی اور کوئی نہیں تھا، تو بیوی نے کہا بھی کہ چلیں یہاں سے وہاں، قریب ہی تھا مدینہ منورہ۔ تو اِنہوں نے کہا نہیں ایسے نہیں بلکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اِس طرح کی اطلاع دے رکھی ہے کہ ایسے ہی میرا انتقال ہوگا اور پھر لوگ آئیں گے اور وہ میرا انتظام کریں گے۔ تو وفات ہوگئی اِن کی۔ بیوی پریشان تھیں، تو اِتنے میں کچھ معلوم ہوا جیسے لوگ آرہے ہیں، مسافر آرہے ہیں۔ وہ قریب آئے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے وہ۔ اُنہوں نے اِن کی تجہیز و تدفین و تکفین کی یہ سارے کام کیے۔ اِس طرح سے اِن کی زندگی گذری۔

شام میں حضرت معاویہؓ اور دیگر سے اختلاف :

اِس سے پہلے یہ شام میں رہتے تھے۔ وہاں حضرت معاویہؓ اور دیگر سے اِسی مسئلے میں اختلاف ہوگیا۔ باقی صحابہ کرامؓ کا مسلک تو یہ تھا کہ اگر تمہارے پاس سونا یا چاندی یا زیورات ہیں تو اُن کی زکوٰۃ دے دو تو پھر خدا کے یہاں سزا نہیں ہوگی۔ مگر یہ کہتے تھے کہ نہیں، رکھنا ہی منع ہے۔ حضرت معاویہؓ سے جب اختلاف ہوا تو یہ یہاں مدینہ منورہ آگئے۔ اب جب یہاں آگئے تو یہاں بھی یہی کردیتے تھے تقریر۔ جہاں دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کچھ، بڑے بڑے لوگ نظر آئے وہاں جاکر یہ بات پھر کہہ دیتے تھے۔ اور اپنی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اِس پہ لوگ گرد اِن کے جمع ہوجاتے تھے کہ یہ ایک نئی بات فرماتے ہیں جو سنی نہیں کسی سے۔

حضرت عثمانؓ کا مشورہ :

تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِنہوں نے کہا کہ میرے پاس لوگ ایسے ہوجاتے ہیں جمع جیسے کہ اُنہوں نے مجھے کبھی دیکھا ہی نہ ہو۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ اگر چاہو تو "رَبَذَہ" چلے جاؤ، وہ سرسبز جگہ ہے، شاداب جگہ ہے اور مدینہ منورہ کے قریب بھی ہے زیادہ فاصلہ بھی نہیں ہے اور الگ بھی ہے تو وہاں رہ لیں آپ۔ تو یہ وہاں چلے گئے، وہیں رہتے رہے، وہیں وفات ہوئی۔

کیمونسٹ ان کے عمل سے استدلال نہیں کرسکتے :

تو یہ کیمونسٹ وغیرہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بڑے حوالے دیتے ہیں لیکن کیمونیزم میں تو یہ ہے

کہ اپنی ذاتی کوئی چیز ہے ہی نہیں، ساری کی ساری سرکاری ہے۔ یہ تو یہ نہیں کہتے تھے۔ بلکہ اِن کا جو کہنا تھا وہ صرف سونے اور چاندی کے بارے میں تھا۔ جو چیزیں گردش میں رہتی ہیں، گردش میں رکھی جائیں۔ اُنہیں جو روک رہا ہے اُس کے لیے سخت وعید ہے کیونکہ اُن کے روکنے اور جمع کرنے سے اور اُن کے جمع کرنے کی طمع سے بہت بہت خرابیاں آتی ہیں۔ رہا یہ کہ اگر کوئی اتنی زمین یا جائداد کا مالک ہے کہ وہ بطورِ ذریعہ آمدنی ہے اور اس سے اُس کا گزارہ ہوتا ہے، تو وہ اِس سے منع نہیں کرتے تھے۔ تو اِن کا جو استدلال ہے یا اُن کا نام استعمال کرنا ہے وہ بے سمجھی کی بات ہے۔ اُنہوں نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے جو میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء............................